ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

دعوت دین کے متعلق شکوک وشبہات اور ان کا ازالہ فکرِ استشراق کے تناظر میں

DA'WAH SCEPTICISM AND ITS ERADICATION IN THE CONTEXT OF ORIENTAL THOUGHT

*ڈاکٹر عبد الغفار

**احسان الحق

***ڈاکٹر حارث مبین

ABSTRACT

Since the Holy Prophet's revelation, Islam's real power has come from the call to religion. Even now, there are many more opportunities to revive Islam's da'wah and preaching than ever before. Islam, on the other hand, has demonstrated that its message is historical, eternal, and comprehensive. A comparative study of faiths has demonstrated that all other religions are unreliable and lack historical reality. The Orientalists gave a historical analysis of the call to Islam with this in mind. "The Preaching of Islam, A History of the Propagation of the Muslim Faith" by Professor Thomas Arnold, As a result, he recorded in his book: "Absence of missionary organization in Islam: zeal on the part of individuals. Who are the Muslim missionaries? Causes that have contributed to their success: the simplicity of the Muslim creed: the rationalism and ritualism of Islam. Islam not spread by the sword. The toleration of Muhammadan governments Circumstances contributing to the progress of Islam in ancient and in modern times…" In addition, Montgomery Watt, a distinguished Orientalist, wrote two significant books, Muhammad at Mecca and Muhammad at Medina, in which he elaborated on the strategies and techniques of Islam preaching. The da'wah and historical thinking of Islam have been described in this essay, which has been written with an eye on the same writings of the Orientalists. Additionally, the Orientalists' concerns have been addressed.

Keywords: Da'wah; scepticism; thought

رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہی سے اسلام کی اصل قوت وطاقت دعوت دین ہی میں رہی ہے۔ عصر حاضر میں بھی اسلام کے دعوتی وتبلیغی عمل کو زندہ کرنے کے مواقع بہت حد تک بڑھ گئے ہیں۔ مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دین اسلام کے علاوہ تمام مذاہب غیر معتبر ہیں اور انہیں تاریخی اعتباریت بھی حاصل نہیں، جب کہ اسکے برعکس دین اسلام اپنے پیغام کی تاریخیت، ابدیت، اور کاملیت سے معتبر ثابت ہو چکا ہے۔ اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اہل استشراق نے دعوت اسلام کا تاریخی مطالعہ پیش کیا۔ جس میں سے نمایاں: پروفیسر تھامس آرنلڈ 1878–1930ء جنہوں نے "The Preaching of Islam, A History of the Propagation of the Muslim Faith" کے نام سے کتاب تحریر کی۔ جس میں پروفیسر تھامس آرنلڈ نے دلائل کے ساتھ اسلام کی دعوت کی تاریخ بیان کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ کے مناہج واسالیب کا ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے تیرہ ابواب بنائے ہیں، بطور تعارف پروفیسر تھامس آرنلڈ لکھتے ہیں:

> A missionary religion defined. Islam a missionary religion; its extent. The Qur'ān enjoins preaching and persuasion, and forbids violence and force in the conversion of unbelievers. The present work a history of missions, not of persecutions

بطور نتیجہ رقمطراز ہیں :

> Absence of missionary organisation in Islam: zeal on the part of individuals. Who are the Muslim missionaries? Causes that have contributed to their success: the simplicity of the Muslim creed: the rationalism and ritualism of Islam. Islam not spread by the sword. The toleration of Muhammadan governments. Circumstances contributing to the progress of Islam in ancient and in modern times…

ان کے علاوہ ایک اور بڑھے مستشرق منٹگمری واٹ نے دو اہم کتابیں تحریر کیں محمد ایٹ مکہ اور محمد ایٹ مدینہ اس میں انہوں نے اسلام کی دعوت و تبلیغ کے اسالیب و مناہج پر تفصیلی بحث کی ہے۔

مقالہ ہذا میں مستشرقین کی انہی تحریروں کو پیش نظر رکھتے ہوئے دین اسلام کی دعوتی وتاریخی فکر کو پیش کیا گیا ہے ۔ اور مستشرقین کے شکوب وشبہات کا ازالہ بھی کیا گیا ہے۔ مقالہ کے آخر میں نتائج وسفارشات بھی مرتب کیے گئے ہیں۔

---

* انٹر نیشنل پوسٹ ڈاک فیلو، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد؛/ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ، پنجاب، پاکستان

** پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

*** پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، یونیورسٹی آف دی پنجاب لاہور

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

اسلامی موضوعات پر مغربی زبانوں میں موثر اور معیاری کتب کی کمی بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ انگریزی زبان میں اسلامیات پر ایک انتہائی وسیع کتب خانہ وجود میں آچکا ہے۔ تاہم مغرب کی دیگر زبانوں میں ایسی کتب جو "اسلام" کی ٹھیک ٹھیک ترجمانی کرتی ہوں اب بھی کمیاب ہیں۔ بہر حال اسباب خواہ کچھ بھی کیوں نہ رہے ہوں یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان مغرب میں "اسلام" کو متعارف کرانے میں کماحقہ کامیابی حاصل نہیں کرسکے ہیں۔ چنانچہ جرمن نو مسلم دانش ورڈاکٹر مراد ولفرائڈ ہوف مین یہ کہنے میں حق بجانب معلوم ہوتے ہیں کہ۔

"روزمرہ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے (اور یہ امر انتہائی افسوسناک ہے) کہ اسلامی دنیا سے تعلق رکھنے والے (موروثی) مسلمان بہت زیادہ حد تک دنیائے مغرب میں اپنے مذہب و عقیدہ کا موثر طور پر ابلاغ نہیں کرپاتے ہیں۔ کیونکہ ایک مغربی انسان کا طرز فکر اور ذہنی ساخت مختلف ہوتی ہے۔ لہذا داعی کو چاہیے کہ وہ ان کی ذہنی وفکری پیش رفت کا مکمل طور پر لحاظ رکھے۔ اسلام سے متعلق ان اہل مغرب کی تاریخی غلط فہمیوں اور ان کی مذہبی نفسیات کا بھی۔[1]

مراد ہوف مغرب میں اسلام سے متعلق عمومی طور پر پائی جانے والی غلط فہمیوں کا جائزہ لیتے ہوئے مغرب میں دعوت اسلام کی حکمت عملی اور اس کے شرائط و مطالبات کے سلسلہ میں رقم طراز ہیں۔

> "یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ اسلام سے متعلق مغرب کی تمام غلط فہمیوں کے ڈانڈے تاریخی حقائق وارتقاء سے جاملتے کوئی بھی شخص جو اس تہذیبی پیش رفت سے آگاہ نہیں ہے۔ مغرب میں دعوت و تبلیغ کا فرض کامیابی سے ادا نہیں کرسکتا۔ چنانچہ میری محکم رائے یہ ہے کہ کسی بھی خطے میں دعوت کا کام وہی مسلمان کریں جو خود اس خطے کی تہذیبی روایات میں پیدا ہوئے ہوں یا پلے بڑھے ہوں۔ داعی کو پتہ ہونا چاہیے کہ تبدیلی لانے اور قائل کرنے کے لیے کیا کرنا ضروری ہے۔ ایک بار پھر اس بات ک دہراتا ہوں کہ اسلام کو ان غلط فہمیوں کا جواب انہی لوگوں کے ذریعے دینا چاہیے جو مخاطبین اور سامعین کے سامنے ان کی بولی انہی کے لب و لہجے میں بولتے ہوں۔۔۔ چنانچہ یہ اشاعت اسلام کے سلسلہ میں بڑی خدمت ہوگی اگر مسلمان دانش ورخود کو بیک وقت کامیاب اہل علم اور ساتھ ہی اپنے عقیدے و مذہب کے قائل اور باعمل مسلمان کی حیثیت سے پیش کریں۔"

مراد ہوف مین مزید رقم طراز ہیں۔ (مغرب میں دعوت اسلام کے ضمن میں)

"ہم یہ بات سمجھ لیں کہ دعوت کا سب سے کامیاب طریقہ یہ ہے کہ ہم خالص غیر اسلامی ماحول میں اسلام کے مطابق زندگی گزاریں خاموشی اور پر امن طریقے سے لیکن اقدامی طور پر اعتماد و اظہار کے ساتھ۔ آج یا کل ہمارے پڑوسی ضرور ہماری طرف متوجہ ہوں گے اور ہماری صفائی ستھرائی راست بازی، دوستی و محبت، ایمان داری و شرافت اور وقار و سنجیدگی سے ضرور اثر قبول کریں گے۔ پھر وہ خود ہی سوال کریں گے اور ہم خود بخود اپنی دعوت کے درمیان ہوں گے۔"[2]

نو مسلم دانش ورڈاکٹر مراد ہوف مین نے مغرب میں "دعوت و تبلیغ" کی کامیاب حکمت عملی کے ضمن میں جن لازمی شرائط اور مطالبات کا ذکر کیا ہے اور ایک کامیاب داعی و مبلغ کے لیے جو معیار مقرر کیا ہے "دعوت و تبلیغ" کے میدان میں سرگرم عمل افراد میں خال خال ہی ایسے ہوں گے۔ جو اس پر پورا اترتے ہوں گے۔ تاہم عصر حاضر میں دو نامور شخصیات ایسی بھی ہو گزری ہیں جو اس معیار پر نہ صرف پورا اترتی تھیں بلکہ مرتبہ کمال پر فائز تھیں۔ اس سے مراد نو مسلم مفکر و دانش ور محمد اسد (1900 – 1992) اور ان کے ہم عصر ڈاکٹر محمد حمید اللہ (1908 – 2002) ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کو تو اس باب میں اپنے تمام پیش رو اور ہم عصر علماء اور مبلغین و دعاۃ پر تفوق و فضیلیت حاصل تھی۔ بلا تردد یہ بات کہی جاسکتی ہے۔ کہ مغرب میں دعوت و تبلیغ دین کے سلسلہ میں جو کامیابی انہیں حاصل ہوئی وہ آج تک کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوئی۔

1- مستشرقین کے پھیلائے ہوئے زہر کا تریاق

2۔ مغربی زبانوں میں اسلامی ادب کی تیاری

3۔ بین المذہبی مکالموں، علمی و تحقیقی مجالس و مذاکرات اور کانفرنسوں میں اسلام کی ترجمانی۔

4۔ نو مسلموں میں دعوت اسلام۔

5۔ مسلمانوں کی دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام۔

ان عنوانات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- مستشرقین کی تحقیقات کے منفی اثرات کا ازالہ:

دعوتی نقطہ نظر سے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا اہم ترین دین (تقسیم کار) یہی ہے کہ انہوں نے اسلام پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت، واحادیث و سنن کی تدوین و حفاظت اور فقہ اسلامی کے ماخذ و مصادر کے بارے میں مستشرقین کے پھیلائے ہوئے مغالطوں اور شکوک و شبہات اور ان کے پیدا کردہ منفی اثرات و نتائج کا تریاق فراہم کرنے کی ایک انتہائی موثر اور کامیاب کوشش ہے۔ مغرب میں دعوت و تبلیغ اسلام کی راہ میں ایک انتہائی بڑی رکاوٹ مستشرقین کی تحقیقات و تصانیف رہی ہیں۔ ان میں اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت و اخلاق، آپ کی احادیث و سنن اور فقہ و قانون اسلامی کی ایک ایسی تصویر پیش کی گئی ہے کہ ان کے مطالعہ کے بعد ایک مغربی انسان کو دین اسلام میں کوئی کشش محسوس نہیں ہوتی اور اس کے دل و دماغ

1۔ ہوف مین، مراد ولفرائڈ، خطبات بیاد خرم مراد، مرتبہ و مرجمہ سید راشد بخاری، درسہ ماہی، مغرب اور اسلام، اشاعت خاص بسلسلہ بیاد خرم مراد، ج4 ش4-3، جولائی۔ دسمبر 2000ء، ص47، 46، فاضل مفکر نے ایک اور جگہ بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مستقبل اسلام کے سائے میں مترجم و مرتب ن۔ م، نئی دہلی، مرکزی مکتبہ اسلامی، 2000ء، ص32

2۔ مغرب اور اسلام، اشاعت خاص بسلسلہ بیاد خرم مراد، ج4 ش4-3، جولائی۔ دسمبر 2000ء، ص47، 46

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

میں اس کے بارے میں نفرت و بد گمانی جڑ پکڑ لیتی ہے۔ اور تو اور موروثی مسلمان بھی ان کے اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ جدید تعلیم یافتہ طبقات (جنہوں نے اسلام کا مطالعہ مغربی زبانوں اور مستشرقین کی کتب کے ذریعہ کیا ہے۔) کے زہنوں میں اسلام کے مستقبل سے ناامیدی، اس کے حال سے بیزاری اور اس کے ماضی سے بد گمانی پیدا کرنے میں مستشرقین کی علمی و تحقیقی کاوشوں کا کردار بڑا اہم رہا ہے۔ سید ابو الحسن علی ندوی، جنہوں نے مستشرقین کے مطالعہ اسلام کے محرکات کا بڑی دقت نگاہ سے جائزہ پیش کیا ہے۔ ان مستشرقین کے اسلوب و منہج تحقیق و تصنیف اور اس کے منفی اثرات و نتائج کے ضمن میں رقم طراز ہیں۔

وہ (مستشرقین) اپنے کام میں (یعنی اسلام کی تاریک تصویر پیس کرنے میں) اس سبک دستی، ہنر مندی اور صبر و سکون سے کام لیتے ہیں جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ وہ پہلے ایک مقصد تجویز کرتے ہیں۔ اور ایک بات طے کر لیتے ہیں کہ اس کو ثابت کرنا ہے۔ پھر اس مقصد کے لیے ہر طرح کے رطب و یابس، مذہب و تاریخ، ادب، افسانہ، شاعری، مستند ذخیرہ سے مواد فراہم کرتے ہیں اور جس سے زرا بھی ان کی مطلب بر آری ہوتی ہو (خواہ وہ صحت و استناد کے اعتبار سے کتنا ہی مجروح و مشکوک اور بے قیمت ہو) اس کو بڑے آب و تاب سے پیش کرتے ہیں اور اس متفرق مواد سے ایک نظریہ کا پورا ڈھانچہ تیار کر لیتے ہیں۔ اکثر مستشرقین اپنی تحریروں میں "زہر" کی ایک مناسب مقدار رکھتے ہیں۔ ان کی تحریریں زیادہ خطرناک ثابت ہوتی ہیں۔ اور ایک متوسط آدمی کا ان کی زد سے بچ کر نکل جانا مشکل ہے۔ قرآن، سیر نبوی ﷺ، فقہ و کلام، صحابہ کرام، تابعین، ائمہ مجتہدین، محدثین و فقہا، مشائخ و صوفیا، رواۃ حدیث، فن جرح و تعدیل، اسماء الرجال، حدیث کی صحت، تدوین حدیث، فقہ اسلامی کے ماخذ، فقہ اسلامی کا ارتقاء ان میں سے ہر ایک موضوع سے متعلق مستشرقین کی کتابوں اور تحقیقات میں اتنا تشکیکی مواد پایا جاتا ہے۔ جو ایک ذہین و حساس آدمی کو، جو اس موضوع پر وسیع اور گہری نظر نہ رکھتا ہو پورے اسلام سے منحرف کر دینے کے لیے کافی ہے۔۔۔۔ ان میں سے اکثر تصانیف اسلام کی بنیادوں پر تیشہ چلاتی ہیں اور اسلام کے سر چشموں (بشمول حدیث و فقہ) کو مشکوک قرار دیتی ہیں۔ [1]

سید ابوالحسن علی ندوی جن کی تاریخ دعوت و تبلیغ اسلام پر بڑی گہری نظر ہے۔ مسلم معاشروں میں تیزی سے پھیلتے ہوئے زہنی و فکری ارتداد کی روک تھام اور مغرب میں دعوت اسلام کی توسیع کے لیے مستشرقین کی علمی تحقیقات کے محاسبہ ناقدانہ جائزہ کو ایک ناگزیر ضرورت اور عظیم الشان دینی خدمات قرار دیتے ہیں۔

فاضل مورخ و مفکر رقم طراز ہیں۔

مستشرقین کے تخریبی و تشکیکی اثرات کو روکنے کی صرف یہی صورت ہے کہ ان علمی موضوعات پر مسلمان محققین و اہل نظر قلم اُٹھائیں اور مستشرقین کی ان تمام قابل تعریف خصوصیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے بلکہ ان کو ترقی دیتے ہوئے جو ان کا حصہ سمجھی جاتی ہیں۔ مستند و صحت مند اسلامی معلومات اور نقطہ نظر پیش کریں۔ یہ ایسی تصنیفات ہوں جو اپنی تحقیقات کی اصلیت مطالعہ کی وسعت، نظر کی گہرائی اور عمق، ماخذ کے استناد و صحت اور اپنے محکم استدلال میں مستشرقین کی کتابوں سے کہیں فائق و ممتاز ہوں ان میں ان کی تمام خوبیاں ہوں اور وہ ان کی کمزوریوں اور عیوب سے پاک ہوں دوسری طرف ان مستشرقین کی کتابوں کا علمی محاسبہ کیا جائے۔ ان کی تلبیسات کو بے نقاب کیا جائے۔ اسلامی ماخذ کے متن کو سمجھنے میں ان کی غلط فہمیوں اور ترجمہ و اخذ مطلب میں ان کی غلطیوں کو واضح کیا جائے۔ ان کے مآخذ کی کمزوری اور ان کے اخذ کئے ہوئے نتائج کی غلطی کو روشن کیا جائے اور ان کی دعوت و تلقین میں ان کی جو بدنیتی ہے۔ مذہبی اغراض اور سیاسی مقاصد شامل ہیں ان کو طشت ازبام کیا جائے۔ اور بتایا جائے کہ یہ اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف کیسی گہری اور خطرناک سازش ہے۔

سید ابوالحسن علی ندوی اس نوعیب کے کام کی اہمیت و افادیت کی بابت رقم طراز ہیں۔

> "یہ تحقیقی کام نہ صرف اس فکری ارتداد کی روک تھام کے لیے سد سکندری ثابت ہو گا جو عالم اسلام کے ذہین تعلیم یافتہ نوجوانوں کو بہائے لے جا رہا ہے۔ اور جو ان ممالک میں مغربی سامراج کے آہنی شکنجوں میں گرفتار رہ چکے ہیں۔ جنگل کی آگ کی طرف پھیل رہا ہے۔ بلکہ مغرب میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے بھی مفید و مددگار ثابت ہو گا۔ پھر مشیت الہی جس کو سعادت کا پروانہ دینا چاہے گی وہ اسلام کے چشمہ حیاۃ کی طرف کشاں کشاں آئے گا۔"

سطور بالا میں سید ابوالحسن علی ندوی نے (مستشرقین کی علمی تحقیقات کے منفی اثرات کے ازالہ کی غرض سے) بحث و تحقیق اور تصنیف و تالیف کے میدان میں جس نوعیت کی کاوشوں کو عالم اسلام کے لیے ایک ناگزیر ضرورت اور اسے ایک عظیم الشان دینی خدمت قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس کی اہمیت سے کماحقہ آگاہ تھے۔ وہ اس کام کو مغرب میں دعوت و تبلیغ کے نقطہ نظر سے ناگزیر گردانتے تھے۔ اس سلسلہ میں ان (محمد حمید اللہ) کے کام (جو کمیت اور کیفیت دونوں اعتبار سے نہایت وقیع ہے) کے حسب ذیل گوشے انتہائی قابل قدر اور نمایاں ہیں۔

الف: انہوں نے ذخیرہ احادیث و سنن کو تاریخی اعتبار و استناد فراہم کیا ہے۔ وہ عالم اسلام کی ان اولین شخصیتوں میں سے ہیں جنہوں نے بڑی تحقیق، دلائل، قرائن اور شواہد سے اس بات کو پورے طور سے ثابت کیا کہ صحابہ کرام اور خود رسول ﷺ کے زمانہ مبارک میں حدیث کی تحریر و تسوید اور تدوین کا کام شروع ہو چکا تھا۔ جس میں دور تابعین میں بڑی وسعت پیدا ہوئی۔ صحابہ کرام سے یہ پورا ذخیرہ زبانی اور تحریری دونوں طرح سے تابعین کو منتقل ہوا۔ اورع اس طرح سے تابعین نے اپنے بعد کی نسل تک پہنچایا۔ اس وقت حدیث کے جتنے مجموعے ہمارے سامنے ہیں۔ یہ سب کے سب نہ صرف سند متصل سے رسول اللہ ﷺ تک پہنچے ہیں بلکہ ہر دور ہر سطح پر تحریری یادداشتیں اور ذخیرہ بھی موجود تھا۔ جس پر ان کی بنیاد ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے صحیح بخاری کے ماخذ کو بھی موضوع تحقیق بنایا اور اس کے اولین ماخذ میں سے حضرت ابو ہریرہ کے تلامذہ بالخصوص ہمام بن منبہ کے مرتب کردہ مجموعہ احادیث "صحیفہ ہمام بن منبہ" کو دریافت کیا اور اسے مرتب و مدون کر کے شائع کا۔ تدوین و حفاظت حدیث کے بارے میں آپ کی تحقیقات کو بعد میں آنے والے مصنفین بالخصوص محمد مصطفیٰ اعظمی نے تاریخی شہادتوں اور دستاویزوں سے اور زیادہ مدلل اور محکم بنایا اور اس علمی دعوی کو اور زیادہ تفصیل سے ثابت کر دیا کہ تدوین حدیث کا کام عہد نبوی سے مجموعہ ہائے احادیث و سنن

1۔ ندوی، ابوالحسن علی، مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمش، مجلس نشریات اسلام، کراچی، 1991ء، ص260؛ اسلامیات اور مغربی مستشرقین و مسلمان مصنفین، مجلس نشریات اسلام، کراچی، 1992ء، ص 13-16

ک ترتیب وتدوین تک مسلسل طور جاری رہا۔ محمد حمید اللہ کے گرانقدر علمی و تحقیقی کام کی بدولت آج کوئی مستشرق یا مستشرقین سے متاثر کوئی مستغرب یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ علم حدیث کی بنیاد سنی سنائی روایات پر ہے۔

ب: ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے پیغمبر اسلام محمد ﷺ کی نبوت اور رسالت اور آپ کی سیرت طیبہ کے بارے میں مغربی مستشرقین اور مولفین کے خیالات و دعاوی کی تردید کا کارنامہ غیر معمولی مہارت اور محکم تاریخی دلائل وشواہد کی روشنی میں انجام دیا ہے۔ انہوں نے اس غرض سے خود انہی مستشرقین کے اسلوب تحقیق کو اختیار کر کے سیرت النبی ﷺ کے متنوع پہلوؤں (دینی، سماجی، معاشی وسیاسی اور دستوری و قانونی) کو اس طور پر اجاگر کیا کہ انبیاء رسل کے ساتھ ساتھ تاریخ عالم انسانی کی عظیم مذہبی وسیاسی شخصیتوں، حکماء اور مصلحین و مدبرین میں آپ ﷺ ایک امتیازی شان کے ساتھ عظمت وبزرگی کے ایک انتہائی بلند وبالا مقام پر فائز نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے خصوصیت سے اہل مغرب کو پیغمبر اسلام ﷺ کی شخصیت، آپ کی سیرت و اخلاق اور دینی سماجی معاشی اور سیاسی میدانوں میں آپ کے کمالات سے متعارف کرانے کے لیے مغربی زبانوں (انگریزی، فرانسیسی اوعر جرمنی) میں کثیر تعداد میں مقالات کے علاوہ متعدد فاضلانہ تحقیق تصانیف پیش کی ہیں۔ یہ کتب سیرت النبی ﷺ کے بارے میں مغربی مستشرقین و مولفین کے پھیلائے ہوئے زہر کے لیے تریاق کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان کا مطالعہ ایک سلیم الفطرت انسان کہا جس کے دل و دماغ کو تعصبات اور ہٹ دھرمی وعناہ نے اندھانہ کر دیا ہو کو پیغمبر اسلام ﷺ کا گرویدہ شیفتہ بنانے کی پوری پوری صلاحیت رکھتی ہیں۔

ج: ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا ایک اہم علمی و تحقیقی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے محکم دلائل قرائن اور شواہد سے مستشرقین کے اس دعوی کو پورے طور سے غلط ثابت کیا ہے کہ اسلامی قانون دراصل "قانون روما" سے ماخوذ ہے۔ ڈاکٹر صاحب اسلامی قانون اور قانون روما کے جوہری و حقیقی فرق وامتیاز کو بڑی صراحت اور وضاحت سے ثابت کیا ہے۔ اس غرض سے اسلامی فقہ کے ارتقاء اور اس کی تدوین اور خصوصیات سے امام ابو حنیفہ کے منہاج پر ان کا کام راہ کشا حیثیت رکھتا ہے۔ اس باب میں ان کا دوسرا اہم کارنامہ اسلام کے بین الاقوامی قانون کی جدید خطوط پر ترتیب وتدوین ہے۔

د: محمد حمید اللہ نے اپنی تحریروں میں مستشرقین و مسیحی مولفین کی کتابوں کا علمی محاسبہ کرتے ہوئے ان کی تلبیہات کو خوب بے نقاب کیا ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث کے متن کے علاوہ کتب تفاسیر وفقہ کی عبارتوں کے سمجھنے اور ان کی تحلیل وتشریح میں ان کی غلطیوں کو واضح کیا ہے۔ مستشرقین نے جہاں کہیں بھی اپنی مطلب بر آری کے لیے حقائق کو مسخ کر کے پیش کیا ہے ان کی نشاندہی کی ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر صاحب کی وہ تحریریں بطور خاص قابل ذکر ہیں جو ان کے قلم سے مستشرقین و مسیحی مولفین کی کتب پر نقد و تبصرہ کے طور پر نکلی ہیں۔

بلاشبہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنی ان تحقیقات و تصنیفات کے ذریعے اسلام کے بارے میں مستشرقین و مغربی مولفین کے پھیلائے ہوئے مغالطوں اور شکوک و شبہات (جو کہ مغرب میں دعوت و تبلیغ اسلام کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہیں) کا ٹھوس دلائل اور شواہد سے رد کر کے ایک بہت اہم دینی خدمت انجام دی ہے۔ انہوں نے مستشرقین کے اسلوب تحقیق و تصنیف کو بروئے کار لاتے ہوئے مغرب کے سامنے اسلام کو اس کی اصل و حقیقی شکل وصورت میں پیش کیا ہے۔ مختلف و متنوع موضوعات پر وسیع و عریض عربی و اسلامی ماخذ سے مستند صحت مند معلومات کی فراہمی اور پھر ان کی ایسی تحلیل و تشریح کی جس سے اسلام کی حقانیت و تالیف کے میدان میں اپنی انہی خصوصیات کی بنا پر انہیں بعض علمی و فکری حلقوں کی طرف سے "عالم اسلام کا جید و ممتاز مستشرق بھی" قرار دیا گیا ہے۔ پروفیسر خورشید احمد رقم طراز ہیں۔

"میری نگاہ میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ مسلمانوں میں پہلے اور آخری مستشرق ہیں۔" [1]

مستشرق میں ان کو اس لیے کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے مستشرقین کے طریق تحقیق پر ایسی ہی قدرت حاصل کر لی تھی جیسی غزالی نے یونانی فلسفے پر۔ وہ تحقیق اور طریق تالیف کے باب میں مستشرق ہوئے لیکن اس پہلو سے مستشرقین سے مختلف تھے کہ ان کا قبلہ درست تھا۔ ان کے اصل ماخذ قرآن و سنت اور مسلمانوں کے معتبر اہل علم کی تصانیف تھیں۔ انہوں نے اسلام کو جیسا کہ وہ ہے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ البتہ تحقیق و تصنیف، تلاش و جستجو نقد و احتساب کے ان تمام ذرائع کو کامیابی اور قدرت کے ساتھ استعمال کیا جو مستشرقین کا طرہ امتیاز سمجھے جاتے ہیں اور اس طرح علمی میدان میں اہل مغرب کا جو قرض مسلمانوں پر تھا اسے فرض کفایہ کے انداز میں ڈاکٹر صاحب نے چکا دیا اور ساتھ ساتھ وہ کیا جسے انگریزی محاورے میں Paying in the same coin کہا جاتا ہے۔ اگر ہم اس بات پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہی سے اسلام کی اصل قوت وطاقت دعوت دین ہی میں رہی ہے۔ عصر حاضر میں بھی اسلام کے دعوتی و تبلیغی عمل کو زندہ کرنے کے مواقع بہت حد تک بڑھ گئے ہیں۔ مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دین اسلام کے علاوہ تمام مذاہب غیر معتبر ہیں اور انہیں تاریخی اعتباریت بھی حاصل نہیں، جب کہ اسکے برعکس دین اسلام اپنے پیغام کی تاریخیت، ابدیت، اور کاملیت سے معتبر ثابت ہو چکا ہے۔ اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اہل استشراق نے دعوت اسلام کا تاریخی مطالعہ پیش کیا۔ جس میں سے نمایاں: پروفیسر تھامس آرنلڈ 1878-1930ء جنہوں نے "The Preaching of Islam, A History of the Propagation of the Muslim Faith" کے نام سے کتاب تحریر کی۔ جس میں پروفیسر تھامس آرنلڈ نے دلائل کے ساتھ اسلام کی دعوت کی تاریخ بیان کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ کے مناہج واسالیب کا ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے تیرہ ابواب بنائے ہیں، بطور تعارف پروفیسر تھامس آرنلڈ لکھتے ہیں:

1۔ مسلمان مستشرق کی اصطلاح غالبا سب سے پہلے ڈاکٹر محمد رفیع الدین نے استعمال کی۔ دیکھیے: رفیع الدین، محمد، اسلامی تحقیق کا مدعا، مفہوم اور طریقہ، ص10،9؛ خورشید احمد، پروفیسر، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ص85

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

A missionary religion defined. Islam a missionary religion; its extent. The Qur'ān enjoins preaching and persuasion, and forbids violence and force in the conversion of unbelievers. The present work a history of missions, not of persecutions

بطور نتیجہ رقمطراز ہیں :

Absence of missionary organisation in Islam: zeal on the part of individuals. Who are the Muslim missionaries? Causes that have contributed to their success: the simplicity of the Muslim creed: the rationalism and ritualism of Islam. Islam not spread by the sword. The toleration of Muhammadan governments. Circumstances contributing to the progress of Islam in ancient and in modern times…

ان کے علاوہ ایک اور بڑھے مستشرق منٹگمری واٹ نے دو اہم کتابیں تحریر کیں محمد ایٹ مکہ اور محمد ایٹ مدینہ اس میں انہوں نے اسلام کی دعوت و تبلیغ کے اسالیب و مناہج پر تفصیلی بحث کی ہے۔

مقالہ ہذا میں مستشرقین کی انہی تحریروں کو پیش نظر رکھتے ہوئے دین اسلام کی دعوتی و تاریخی فکر کو پیش کیا گیا ہے ۔ اور مستشرقین کے شکوب و شبہات کا ازالہ بھی کیا جائے گا۔ استشراق اور مستشرقین کی اصطلاحیں بالکل جدید دور میں سامنے آئیں ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ استشراقی فکر نئی نہیں بلکہ نزول قرآن کے وقت معاندین اسلام کے اسلام کے بارے میں رویوں کا تسلسل ہی ہے۔ اس وقت کے مخالفین قرآن اور اسلام کو جس تناظر میں دیکھتے تھے اورع اس کے بارے میں ان کا جو طرز عمل تھا مستشرقین اسی پر عمل پیرا ہیں۔ اس لیے مطالعہ استشراق کے لیے قرآنی ہدایات سے رہ نمائی ینے کا معنی یہی ہے کہ نزول قرآن کے وقت صحابہ کرام کو اپنے مخالفین سے جو طرز عمل اختیار کرنے کا حکم دیا گیا تھا، ہم آج بھی مستشرقین کے ساتھ تحریر و تقریر میں انہی ہدایات پر عمل کریں۔

قرآن مجید نے اسلام کے بارے میں غیر مسلموں اور اہل کتاب کے رویے کا جگہ جگہ ذکر کیا ہے اور اس رویے کی مناسبت سے مسلمانوں کو ہدایات دی ہیں کہ وہ ان کے مقابلے میں کیا حکمت عملی اختیار کریں۔ اس مضمون کا مقصد یہ ہے کہ ہم یہ واضح کر سکیں کہ ہمیں غیر مسلموں کے طرز عمل کے حوالے سے کیا رویہ اور حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے۔ ان کے کس طرح کے رویے کے مقابلے میں کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مختلف غیر مسلموں کا رویہ ایک دوسرے سے مختلف رہا ہے ہمیں بھی اسی مناسبت سے ان کے رویے کی مناسبت سے حکمت عملی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

دور حاضر میں جب اہل مغرب کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اعتراضات کا سلسلہ جارحانہ انداز اختیار کر گیا تو ہمارے ہاں ایک عام سوچ یہ پائی جاتی ہے اور عام پڑھا لکھا مسلمان اس بات کا شدید احساس رکھتا ہے کہ غیر مسلموں کے اعتراضات کا جواب دینا ہمارا دینی فریضہ ہے اور ہمیں ان کا ترکی بہ ترکی جواب دینا چاہیے۔ بلکہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد دینی مفکرین سے شاکی ہے کہ وہ اہل مغرب کو اسلام کے خلاف ان کے الزامات کا جواب نہیں دیتے۔

ایک طرف ہمارے ذہنوں میں یہ خواہش بھی موجود ہے کہ اسلام کے بارے میں اہل مغرب کے اعتراضات کا مکمل جواب دینا ہمارا دینی فریضہ ہے اور اگر ان اعتراضات کا جواب نہ دیا گیا تو ہم نے دفاع دین کے حوالے سے اپنا فریضہ سرانجام نہیں دیا۔ جو ایک دینی اور علمی کوتاہی ہو گی ۔ دوسرا نکتہ نگاہ اس کے بالکل برعکس ہے کہ اہل مغرب کو ان کا کام کرنے دیں اور ہم اپنا کام کرتے رہیں۔ ان کے اعتراضات کا جواب دینے میں نہ لگ جائیں اور اعتراضات کا ذکر کر کے ان کا جواب دینے سے ان لوگوں کو بھی مغرب والوں کے اعتراضات کا علم ہو جائے گا جو اب تک ان اعتراضات سے آگاہ نہ تھے۔ اس انداز فکر کے حامل اہل علم کا خیال ہے کہ مخالفین تو چاہتے ہیں کہ وہ اعتراضات و الزامات میں مسلمانوں کو الجھا دیں وہ ان اعتراضات کے جواب دینے میں الجھ جائیں، ان کا وقت اور صلاحتیں اسی کام میں صرف ہو جائیں اور یوں ہم مخالفین کے اس مقصد کو بالواسطہ طور پر پورا کر دیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ان کے اصل کام سے ہٹا دیں۔

قرآن مجید اس سلسلے میں ہمارا رہنما ہے۔ ہمیں قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن نے معترضین کے اشکالات کے جوابات دیے۔ دلائل کے ساتھ ان کا رد کیا۔ البتہ اس سلسلے میں ہمیں قرآن کریم ہی سے رہنمائی حاصل کرنی ہے کہ ہمیں مستشرقین کا جواب کس طرح دینا چاہیے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قرآن نے اعتراض کرنے والوں، بے بنیاد سوال کرنے والوں، تضحیک کرنے والوں، اور حقائق کا انکار کرنے والوں کو مکمل اور مسکت جواب دیا ہے۔ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مخالفت اور کشمکش میں مومنوں کو اصولی حکمت عملی بھی دی گئی ہے جسے ہم مومنین کے لیے ضابطہ اخلاق کہہ سکتے ہیں۔ قرآن کے مطالعہ سے یہ بات تو کہیں سے بھی معلوم نہیں ہوتی کہ مخالفین کے سامنے ہم چپ سادھ لیں اور کہہ دیں کہ تم نے جو کہنا ہے کہتے رہو۔ آپ صرف اپنے مشن پر قائم رہیں اور ان سے زیادہ الجھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان سے الجھنے سے تمہارا وقت اور صلاحتیں ضائع ہوں گی۔ قرآن مجید میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔[1]

اعتراضات، ابہامات اور اشکالات کی وضاحت کے سلسلے میں بھی ہمیں بہت سے پہلوؤں کو ملحوظ رکھنا ہو گا۔ قرآن مجید اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ کفار تمہیں بے مقصد سوالات میں الجھا کر تمہیں تمہارے مشن سے دور کرنے کی کوشش کریں گے اس سلسلے میں تمہیں ہوشیار رہنا ہو گا کہ تم ان کے اس منصوبے کا شکار نہ ہو جانا۔ اس سلسلے میں پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

" مستشرقین کا انداز تحریر متاثر کن ہوتا ہے۔ ہر تحریر کے پیچھے ان کا ایک مخصوص مقصد کار فرما ہوتا ہے۔ عام قاری ظاہری الفاظ اور مضمون ہی کو لیتا ہے لیکن پس پردہ مقاصد کو ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ وہ حقائق کو اس طرح بدل ڈالتے ہیں کہ تحریر پڑھنے کے بعد ایک شخص طیش میں آجاتا ہے۔ مستشرقین کے بارے

1۔ الانعام:102،104، الغاشیہ:22؛ النحل:35؛ القصص:55؛ ق:35؛ الکہف:6؛ الفرقان:63

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

میں لکھتے ہوئے ہمیں یہ بات ملحوظ رکھنا ہو گی کہ ان کی مذمت، اسلام دشمنی کا چرچا کرنے کی بجائے ان کے اٹھائے ہوئے علمی نقطہ کا اسی زبان و اسلوب سے جواب دیا جائے یا صورت حال کی وضاحت کی جائے جس زبان اور اسلوب سے اعتراض اٹھایا گیا ہے۔"

پروفیسر خلیق احمد نے اس کی مثال مولانا شبلی اور سر سید احمد خان سے دی ہے وہ لکھتے ہیں:

"یہ دونوں حضرات مستشرقین کے اعتراضات سے آپے سے باہر نہیں ہوئے۔ انہوں نے بہ قائمی ہوش و حواس سے جواب دیے۔ بہت سے لوگ مستشرقین کے مطلوبہ خطوط پر چلے اور محض شور مچانے تک محدود رہ گئے۔ کچھ لوگوں نے اس سلسلے میں میں چپ سادھ کر عافیت کی راہ اختیار کر لی۔ ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس نے اعتراضات کا جواب دینے والوں کو تنقید کا نشانہ بنایا کہ ان کا انداز معذرت خواہانہ ہے۔"[1]

مستشرقین کو دعوت دین کے حوالہ سے خصوصی ہدایات:

اس کے بارے بارے میں مستشرقین کے رویے کے مقابلے میں ہمیں کیا انداز اختیار کرنا چاہیے اس سلسلے میں یہ بنیادی اصول بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہمیں یہ کام دعوت دین سمجھ کر سر انجام دینا ہے۔ اس صورت میں وہی اصول ہمارے راہنما ہوں گے جو دعوت کے کام میں راہنما ہیں۔ سورۃ النحل کی آیت میں یہ اصول یکجا طور پر بیان ہوا ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ[2]

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے اس طریقے کے ساتھ بحث کرو جو سب سے اچھا ہے۔"

عمدہ نصیحت کا مطلب ہے تحریر یا گفتگو کے درمیان الفاظ کا انتخاب بہترین ہو۔ لب و لہجہ موہ لینے والا اور متاثر کن ہو۔ آپ کی گفتگو محض پر تکلف لفاظی نہ ہو۔ بھاری بھر کم الفاظ استعمال نہ کیے جائیں جو نصیحت کی جا رہی ہو وہ مرتکز ہو۔

دعوت دین دین کا تیسرا اصول جدال باحسن ہے۔ مجادلہ باحسن کا مطلب ہے کہ اول تو کوشش کی جائے کہ حکمت اور عمدہ نصیحت کے تحت ہی مخاطب کو قائل کر لیا جائے لیکن اگر صورت ایسی ہو کہ مخاطب اپنے موقف سے آسانی سے ہٹنے کے لیے تیارہ ہو تو پھر بحث و تمحیص اس انداز سے کی جائے کہ فضا میں کھچاؤ نہ ہونے پائے۔ اہل کتاب کے ساتھ مجادلہ کی ایسی نوبت آ ہی جائے تو اسے احسن طریقے سے نمٹا جائے نہ کہ بات کو ماحول کی کشیدگی اور دلائل پیش کرتے ہوئے جوش بیان کے تبادے اور ایک دوسرے پر علمی برتری حاصل کرنے کے لیے گرما گرم بحثوں کی نذر کر دیا جائے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔[3]

"اور اگر وہ تجھ سے جھگڑیں تو کہہ دے اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو تم کرتے ہو۔"

اس حوالے سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ہم مستشرقین کے بارے میں لکھتے ہوئے مناظرانہ انداز اختیار نہ کریں۔ بلکہ تحقیقی و علمی ماحول میں دوسروں کے لیے القاب اور انداز تخاطب اختیار کریں کسی کے موقف کی تردید کرتے ہوئے مہذب الفاظ استعمال کیے جائیں۔ علمی و تحقیقی بد دیانتی جیسے الفاظ استعمال کرنے سے گریز کیا جائے۔ اسلام وہ دین جس نے اخلاقی اقدار کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا اور جس نے یہ بتایا کہ:

"برائی کو اس (طریقے) کے ساتھ ہٹا جو سب سے اچھا ہے، تو اچانک وہ شخص کہ تیرے درمیان اور اس کے درمیان دشمنی ہے، ایسا ہو گا جیسے وہ دلی دوست ہے۔"

مخاطب کے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھنا:

مستشرقین کے ساتھ علمی و فکری گفتگو کرتے یا لکھتے ہوئے ہمیں قران کریم سے یہ اصول بھی ملتا ہے کہ کسی طرح کی جارحانہ یلغار یا مذمتی انداز اختیار کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ یہ اصول سورہ البقرہ کی آیات 47اور122 سے اخذ ہو سکتا ہے:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ[4]

"اے بنی اسرائیل! میری نعمت یاد کرو جو میں نے تم پر کی اور یہ کہ بلاشبہ میں نے ہی تمہیں جہانوں پر فضیلت" بخشی۔

مستشرقین کے اعتراضات کا جائزہ:

مغرب کے اکثر مستشرقین کی یہ رائے ہے کہ اسلام صرف مسلمان فاتحین کی تلوار سے پھیلا ہے، مستشرقین کے اس اعتراض کا جواب ہم اہل یورپ کے ہی ایک نامور استاد پروفیسر تھامس آرنلڈ کی شہرہ آفاق کتاب The perching of Islam[1] سے دیتے ہیں کہ یورپ کے مستشرقین یہ رائے تاریخی حقائق کی روشنی میں کسی طرح صحیح نہیں کہ

1۔ خلیق احمد نظامی، پروفیسر، اسلام اور مستشرقین، دار المصنفین، اعظم گڑھ، 2007ء، 19/2

2۔ سورۃ النحل: 125

3۔ سورۃ الحج: 68

4۔ سورۃ البقرہ: 47

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

اسلام مسلمان فاتحین کی تلوار سے پھیلا ہے۔ بلکہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اپنے مذہب کی سچائی کے بارے میں یہی وہ جوش وخروش ہے جس کے طفیل مسلمانوں نے اسلام کے پیغام کو ان تمام ملکوں کے باشندوں تک پہنچایا جہاں وہ داخل ہوئے ہیں۔ اسی لیے اسلام کا شمار صحیح طور پر ان مذاہب میں ہوتا ہے جن کو ہم مشنری یا تبلیغی کہتے ہیں۔ تبلیغ اسلام کا یہ جوش کیسے پیدا؟ وہ کون سی قوتیں تھیں جنہوں نے اس کو ابھارا اور اس تبلیغ کے لیے کیا کیا طریقے اختیار کیے؟ دنیا کے تمام براعظموں میں پھیلے ہوئے مسلمان اسی تبلیغی سرگرمی کی زندہ شہادت ہیں جو تیرہ صدیوں سے جاری ہے۔

ایک اہم اعتراض جو یہ کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں دعوت دین کا کام کیا اور مدینہ منورہ میں جہاد کا اس اعتراض میں کوئی وزن نظر نہیں آتا۔ کیونکہ مکہ مکرمہ میں دعوت دین کا تسلسل مدینہ منورہ میں برقرار رہا بلکہ بیعت عقبہ کے بعد باقاعدہ سرکاری تقرری کے طور پر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو معلم ومبلغ بنا کر مدینہ روانہ کر دیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ پہنچ کر اسی تسلسل کو آگے بڑھایا۔ بادشاہوں کے نام دعوتی خطوط اس کا اہم ثبوت ہے۔

پروفیسر تھامس آرنلڈ نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اور اسلام نے تمام فتوحات اپنی آفاقی تعلیمات وروحانیات کے ذریعے حاصل کی۔ انھوں نے دعوت دین کے متعلق آیات پیش کر کے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ فریضہ تبلیغ ایسی چیز نہیں کہ اس کا خیال بعد کے زمانے میں پیدا ہوا ہو۔ وہ فرض ہے کہ جو مسلمانوں پر ابتدا ہی سے عائد کر دیا گیا تھا۔ اور اس کے اصول وقواعد بھی بیان کر دیے جس میں کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ اسے جبر کے ذریعے نافذ کرو بلکہ فرمایا گیا کہ

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ[2]

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا۔"

لَآ اِکْرَاہَ فِي الدِّیْنِ[3]

"دین میں کوئی زبردستی نہیں۔"

بلکہ پروفیسر صاحب نے کتاب میں ایک عنوان یہ بھی بنایا ہے کہ ایسے نو مسلم جنہوں نے براہ راست تبلیغ کے بغیر اسلام قبول کیا اس میں سب سے پہلا شخص ایک یونانی Theodisclus تھا جو اشبیلیہ کے بڑے اسقف سینٹ ازیدورد 632ء کے بعد جانشین ہوا۔ اس موضوع پر ایک کتاب: "ہدیۃ الاریب فی الرد علی اہل الصلیب"، ہے جس میں ایسے پادریوں کا بھی ذکر ہے جو اسلام سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔

پروفیسر صاحب نے پوری دنیا میں دعوت اسلام کی جو تاریخ بیان کی ہے وہ عدم تشدد پر مبنی ہے۔ مثلاً وہ عنوان بناتے ہیں اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اسلام کی روحانی فتوحات، وسعت عالم اسلام، جبر واکرام کی ممانعت، پرامن تبلیغ کی تاکید، مثلاً وہ مغربی علماء کی غلط فہمی کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"مغربی علماء اس غلط فہمی ہیں کہ ہجرت مدینہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعظ اسلام نہ رہے بلکہ وہ ایک متعصب شخص ثابت ہوئے کہ جنہوں نے بزور شمشیر دعوت اسلام پیش کی۔ وہ لکھتے ہیں کہ مغربی علماء یہ تصور بالکل غلط ہے بلکہ بہت سارے قبائل کے ہاں آپ خود بھی تشریف لے گئے اور مبلغین کو بھی بھیجا بعض اوقات انہیں ناکامی ہوئی ان سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی کوششیں خالص تبلیغی تھیں اور کسی طرح کا جبر اختیار نہیں کیا گیا تھا۔ مثلاً 4 ہجری کی میں بنو اثاثہ کی طرف واپسی، بنو سعد کا قبول اسلام، جہینہ کا قبول اسلام، بنو دوس کا قبول اسلام وغیرہ۔"[4]

اسی طرح دیگر ابواب میں مغربی ایشیاء کی عیسائی قوموں میں اسلام کی اشاعت کے ضمن میں بہت ساری مثالیں بیان کی ہیں جو اہل اسلام کی رواداری دعوتی وتبلیغی مشن کو اجاگر کرتی ہیں۔

---

[1] ۔ تھامس آرنلڈ ایک انگریز عالم تھے انہوں نے فلسفہ اور عیسائی مذہب کی خصوصی تعلیم کیمبرج یونیورسٹی میں حاصل کی۔ ابتداء میں ان کی توجہ اسلام اور تاریخ اسلام کی طرف یورپین مستشرقین کی طرح معاندانہ ہی تھی۔ مگر مداحین اسلام میں شمار ہونے لگے۔ تھامس 1888ء میں پروفیسر ہو کر علی گڑھ آئے پھر 1898ء میں لاہور آ گئے اور یہیں علامہ اقبال نے ان سے استفادہ کیا۔ علامہ سید سلیمان ندوی نے پروفیسر آرنلڈ کا تذکرہ یادرفتگاں میں کیا ہے۔ جون 1930ء میں ان کا انتقال لندن میں ہوا۔ یہ کتاب انہوں نے علی گڑھ میں لکھی تھی کتاب کا موضوع یہ ہے کیہ اسلام کی اشاعت اس مذہب کے سادہ اصول اور علماء اسلام کے اخلاق حمیدہ کا نتیجہ ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ نے تحریر کیا ہے۔ قبل ازیں اس کتاب کا اردو ترجمہ محمد عنایت اللہ دہلوی نے کیا تھا جس کی طبع اول حسب الارشاد سر سید احمد خان 1898ء میں ان کی وفات سے کچھ عرصہ قبل ہوئی تھی اور طبع دوم 1964ء میں کراچی سے ہوئی تھی۔

2۔ سورۃ النحل:125

3۔ سورۃ البقرہ:256

4۔ دعوت اسلام، ص55

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.6 No.1 2022

اسی طرح اندلس کے عیسائیوں میں اسلام کی اشاعت ، ترکوں کے ذریعے اشاعت اسلام، ہندوستان میں اشاعت اسلام، چین میں اشاعت اسلام، افریقہ میں اشاعت اسلام، ملائیشیا اور انڈونیشیا میں اسلام کی اشاعت وغیرہ شامل ہیں۔ ان عناوین سے معلوم ہوتا ہے کہ پوری دنیا میں اسلام بغیر جبر ہ اکراہ ، رواداری کے ذریعے فروغ پایا۔

خلاصہ بحث:

بعثت رسول اللہ ﷺ کا اہم مقصد دین اسلام کی نشر و اشاعت اور تبلیغ ہے جو مختلف اسالیب اور پیرائے کے ساتھ دور حاضر تک جاری ہے۔ عصر حاضر میں جدید انفار مشین ٹیکنالوجی کی وجہ سے اسلام کے دعوتی و تبلیغی عمل کو مزید موثر بنانے کے مواقع بہت حد تک بڑھ گئے ہیں۔ مطالعہ مذاہب سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دین اسلام کے علاوہ تمام مذاہب غیر معتبر ہیں اور انہیں تاریخی اعتباریت بھی حاصل نہیں، جب کہ اسکے بر عکس دین اسلام اپنے پیغام کی تاریخیت، ابدیت، اور کاملیت سے معتبر ثابت ہو چکا ہے۔ اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اہل استشراق نے دعوت اسلام کا تاریخی مطالعہ پیش کیا۔ جس میں سے نمایاں: پروفیسر تھامس آرنلڈ 1878-1930ء جنہوں نے " The Preaching of Islam, A History of the Propagation of the Muslim Faith" کے نام سے کتاب تحریر کی۔ جس میں پروفیسر تھامس آرنلڈ نے دلائل کے ساتھ اسلام کی دعوت کی تاریخ بیان کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ کے مناہج و اسالیب کا ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے تیرہ ابواب بنائے ہیں، بطور تعارف پروفیسر تھامس آرنلڈ لکھتے ہیں :

> A missionary religion defined. Islam a missionary religion; its extent. The Qur'ān enjoins preaching and persuasion, and forbids violence and force in the conversion of unbelievers. The present work a history of missions, not of persecutions

بطور نتیجہ رقمطراز ہیں :

> Absence of missionary organisation in Islam: zeal on the part of individuals. Who are the Muslim missionaries? Causes that have contributed to their success: the simplicity of the Muslim creed: the rationalism and ritualism of Islam. Islam not spread by the sword. The toleration of Muhammadan governments. Circumstances contributing to the progress of Islam in ancient and in modern times…

ان کے علاوہ ایک اور بڑھے مستشرق منٹگمری واٹ نے دو اہم کتابیں تحریر کیں محمد ایٹ مکہ اور محمد ایٹ مدینہ اس میں انہوں نے اسلام کی دعوت و تبلیغ کے اسالیب و مناہج پر تفصیلی بحث کی ہے۔ کہ عالم انسانیت میں اسلام پر امن دین ہے جس کی ترویج و اشاعت اسلام کے آفاقی اصول "دعوت" أُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ۔ کے اصول کے مطابق ہوئی ہے۔

سفارشات

1. مغربی ممالک بالخصوص غیر مسلم ممالک میں موجود مسلم ممالک کے سفارتخانوں کو اسلام کا مثبت تاثر اُجاگر کرنے کے لیے مقامی آبادی کے لیے دعوتی پروگراموں کا انعقاد کروانا چاہئے۔
2. پاکستانی اعلیٰ حکّام کو مغربی ممالک کی حکومتوں سے ملکر ان ممالک میں دعوت دین کے لیے موثر اقدامات اور پالیسی کیا ہو سکتی ہے اس کے لیے موثر لائحہ عمل بنایا جائے۔
3. مغربی ممالک میں جانے والے مسلم افراد کی باقاعدہ ٹریننگ کا اہتمام کیا جائے اور اصول و قواعد سے آگاہ کیا جائے اور ان کے ممالک کے قوانین کا مطالعہ بھی کروایا جائے۔
4. دعوت دین کے لیے قرونِ اولیٰ کے مسلم مفکرین کی آراء و تجاویز اور حکمت عملی کو پیش نظر کھا جائے تاکہ موثر انداز میں دعوت دین کا کام ہو سکے۔
5. دعوت دین کے متعلق اسلام کے روادارانہ غیر متعصبانہ، مصلحانہ اسلوب کو پیش نظر رکھا جائے۔
6. اعلیٰ مسلم حکام کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ دینی، اسلامی ادب کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک مشترکہ نصاب ترتیب دیا جائے اور اسی نصاب کو پھیلانے کا انتظام کیا جائے۔
7. مغربی ممالک کی یونیورسٹیز کے شعبہ ہائے دینیات کے ساتھ معادلہ MOU کیے جائیں اسکالرز کے Exchange پروگرام ترتیب دیئے جائیں جس سے باہمی آراء و خیالات کا تبادلہ ہو سکے۔
8. دعوت دین کے متعلق شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے لیے مغربی اسکالرز کے ساتھ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ذریعے بھی کانفرنسز رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔